تفسیر احمد

سُورَةُ التَّكَاثُر

Ketabton.com

جزء - 30

سوره «التکاثر» کا تفسیر و ترجمه

تصنیف: امین الدین « سعیدي - سعید افغانی»

(c) ketabton.com: The Digital Library

بسم الله الرحمن الرحیم

سورة التكاثر

جزء (30)

سورة التكاثر مکہ میں نازل ہوئی ہے

وجہ تسمیہ :

سورہ :تکاثر : اس لیے نام رکھا گیا کہ ہمارے عظیم پروردگار نے اس سورت کے شروع میں فرمایا ہے: "أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ": کثرت مال و اولاد اور یاروں ، خدمت گاروں پر فخر نے تمہیں غافل کردیا، تو ہم کہیں گے اس سورة کا نام اس کی پہلی آیت سے لیا گیا ہے " أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ" یہ سورت: تکا ثر: کے نام سےمشہور ہوئی، اس سورت کا آغاز ملامت اور سرزنش سے ہوتا ہے ، اس میں بہت سی آیات دنیا میں مصروف لوگوں کی تنبیہ کے لیے ہیں۔

سورة التكاثر کے سورہ القارعہ سے ربط و مناست

سورہ قارعہ میں قیامت کے دن کی بعض سختیوں اور نیکیوں کے مکافات اور بد کاروں کے عذاب کے بارے میں بتایا گیا ہے، اور تکاثر میں جھنمیوں کے عذاب میں گرفتاری کی حالت زار کی وجہ بیان کی گئی ہے، کہ دنیوی مال و دولت، اولاد ، لشکر ، نوکروں اور ہمنشینوں سے لگاؤ اور محبت ، اور گناہوں میں آلودہ ہونے کی وجہ سے اللہ تعالی کے دین سے غافل ہوگئے ۔

سورة التكاثر کی آیات ، الفاظ اور حروف کی تعداد

سورہ تکاثر سورہ کوثر کے بعد نازل ہوئی ہے، اس سورت کا ایک (1) رکوع ، آٹھ (8) آیتیں ، اڑسٹھ (68) الفاظ، ایک سو تیيس (123) حروف اور انہتر (69) نقطے ہیں ۔

(قرآن کی سورتوں کے حروف کی تعداد میں علماء کی آراءمختلف ہیں، اس بحث کی تفصیل کے لیے تفسیر احمد سورة الطور ملاحظہ کریں)۔

سورة التكاثر کے نزول کا وقت

ابو حیان اور شوکانی فرماتے ہیں یہ سورہ تمام مفسرین کے نزدیک مکی ہے، اما م سیوطی نے بھی کہا ہے کہ مشہور ترین قول یہی ہے کہ یہ سورت مکی ہے، لیکن بعض ایسی روایات بھی ہیں جن کی بنا پر اس سورت کو مدنی کہا گیا ہے وہ روایتیں یہ ہیں ؛ ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ سورت دو قبیلوں بنی حارثہ اور بنی الحارث الحر انصار کے بارے میں نازل ہوئی ہے، یہ دونوں قبیلے پہلے اپنے زندہ لوگوں کو گن کر

(c) ketabton.com: The Digital Library

ایک دوسرے پر فخر کرنے لگے ، پھر قبرستان میں جاکر اپنے مردوں کو شمار کرکے ایک دوسرے پر فخر اور ناز کرنے لگے، اس کے بعد اللہ تعالی کا یہ ارشاد نازل ہوا، "اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ" لیکن اگر صحابہ اور تابعین کا طریقہ کار اس کے شان نزول کے بیان کے بارے میں دیکھا جائے تو شاید کہ یہ سورہ "تکاثر " اس وقت نازل ہوئی ہو ، بلکہ اس مفہوم کااس پر بھی اطلاق ہوتا ہے جو ان دو قبیلوں نے کیا تھا۔

امام بخاریؒ اور ابن جریر نے ابی بن کعب کی اس روایت کو نقل کیا ہے کہ ہم بنی آدم کے اس فرمان کو کہ " لو کان لابن آدم وادیان من مال لابتغی وادیا ثالثا ولا یملأ جوف ابن آدم إلا التراب" ترجمہ:" اگر اولاد آدم کے پاس مال و دولت سے بھری دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری وادی کو تلاش کرے گا ، اور بنی آدم کا پیٹ مٹی کے سوا کچھ نہیں بھر سکتا" ، ہم اسے قرآن سمجھتے تھے کہ " اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ" نازل ہوئی، اس روایت کو اس کے مدنی ہونے کی دلیل اس لیے قرار دیتے ہیں کہ ابی بن کعب مدینہ میں مسلمان ہوئے تھے، لیکن ابی کے اس بیان سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ صحابہ کرام کسی معنی کے بنیاد پر اسے قرآن سے سمجھتے تھے ، اگر ان کا مقصد یہ ہے کہ اس روایت کو قرآن کی آیت سمجھتے تھے تو یہ بات قابل قبول نہیں ہے، کیونکہ صحابہ کرام کی اکثریت ایسی تھی وہ کہ قرآن کریم کے ایک ایک حرف اور لفظ سے واقف تھے، یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اس غلط فہمی کا شکار ہوجائیں کہ یہ حدیث قرآن سے مأخوذ ہے تو اس روایت کا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مدینہ میں جن لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا ، انھو ں نے پہلی بار یہ سورہ آپ ؐ کی زبان مبارک سے سنی، ان کا خیال تھا کہ یہ نئی نازل شدہ سورت ہے، اور پھر انہوں نے گمان کیا کہ رسول اللہ ؐ کی مذکورہ بالا حدیث اس سورہ سے لی گئی ہے ۔

ابن جریر ، ترمذی، ابن المنذر اور دوسرے محدثین اس قول کو علی بن ابی طالبؓ سے نقل کرتے ہیں کہ ہم عذاب قبر کے بارے میں شک اور تردید میں تھے کہ "اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ" نازل ہوئی ، اس روایت کو اس سورت کے مدنی ہونے کی دلیل اس لیے کہتے ہیں کہ عذاب قبر کے بارے میں مدینہ میں بات کی گئی تھی، مکہ میں اس کا ذکر نہیں ہوا تھا، لیکن یہ مطلب غلط ہے، مکی سورتوں میں بہت سارے مقامات پر اتنی صراحت کے ساتھ عذاب پر بات کی گئی ہے کہ جس میں شک و تردد کی گنجائش باقی نہیں رہتی، مثال کے طور پر ملاحظہ ہو:سورہ انعام آیت 93 ، سورہ نحل، آیت28، سورہ مؤمنون آیات: 99-100، غافر آیات: 45-46 ، یہ تمام سورتیں مکی ہیں، اس لحاظ سے اگر

(c) ketabton.com: The Digital Library

حضرت علیؑ کی روایت سے صرف یہ ثابت ہوجاتاہے کہ سورہ : تکاثر: مذکورہ مکی سورتوں سے پہلے نازل ہوئی ہے، اور اس کے نزول نے صحابہ کرامؓ میں عذاب قبر کے بارے میں شک و تردد کا خاتمہ کردیا تھا ۔
ان سب روایا ت کے باجود مفسرین کی بڑی اکثریت اس کے مکی ہونے پر متفق ہے، ہمارے نزدیک یہ سورہ نہ صرف مکی ہے، بلکہ اس کی مفہوم اور لحن بیان ایسا ہے کہ گویا یہ سورہ مکی دور کی ابتدائی نازل ہونے والی سورتوں میں سے ایک ہے، (از تفہیم القرآن)

سورہ تکاثر کا محور

سورہ تکاثر کا موضوع دنیا پرستی اور دنیا پرستوں کا برا انجام ہے، اور یہ انسانوں کا زیادہ طلب کرنا اور مانگنا موت کے لمحے تک جاری رہتا ہے ، سورت کا نام تکاثر باب تفاعل سے ہے ، زیادہ طلب کرنے کا معنی دیتا ہے کثرت سے مانگنا اور ضرورت سے زیادہ مانگنا ، کیونکہ تکاثر، کثرت کے مادہ سے لیا گیا ہے ، اور کثرت تین معنی میں استعمال ہوتا ہے ، پہلا معنی یہ ہے کہ انسان کی تخلیق ایسی کی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ کمانے اور مال و دولت میں اضافہ کے لیے کوشش کرتا ہے، چونکہ باب تفاعل سے ہے اس لیے کسی کام کے کرنے میں دو یا چند افراد کی شراکت کا معنی دیتا ہے ، تیسرا معنی فخر کرنا ہے کہ اس کی رو سے مال و دولت کثرت سے حاصل ہونے میں ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں، خاص کر اشرافیہ کے خاندان اور خصوصا خواتین، قرآن کی یہ تعبیر سورہ حدید کی آیت" 20"، میں دلچسپ انداز میں بیان ہوئی ہے، جہاں ارشاد ہے "اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا لَعِبٌ وَّ لَهۡوٌ وَّ زِیۡنَۃٌ وَّ تَفَاخُرٌۢ بَیۡنَکُمۡ وَ تَکَاثُرٌ فِی الۡاَمۡوَالِ وَ الۡاَوۡلَادِ ؕ کَمَثَلِ غَیۡثٍ اَعۡجَبَ الۡکُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ یَهِیۡجُ فَتَرٰىهُ مُصۡفَرًّا ثُمَّ یَکُوۡنُ حُطَامًا ؕ وَ فِی الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ ۙ وَّ مَغۡفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضۡوَانٌ ؕ وَ مَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُوۡرِ ۲۰، ترجمہ : "جان رکھو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا اور زینت (وآرایش) اور تمہارے آپس میں فخر (وستایش) اور مال و اولاد کی ایک دوسرے سے زیادہ طلب (وخواہش) ہے (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے بارش کہ (اس سے کھیتی اگتی اور) کسانوں کو کھیتی بھلی لگتی ہے، پھر وہ خوب زور پر آتی ہے پھر(اے دیکھنے والے) تو اس کو دیکھتاہے کہ (پک کر) زرد پڑ جاتی ہے پھر چورا چورا ہوجاتی ہے، اور آخرت میں (کافروں کے لیے) عذاب شدید اور (مؤمنوں کیلئے) خدا کی طرف سے بخشش اور خوشنودی ہے اور دنیا کی زندگی تو متاع فریب ہے "۔

سورہ تکاثر کی فضیلت

جناب رسول اللهؐ نے صحابہ کرام سے مخاطب ہو کر فرمایا : کیا تم میں کوئی

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہے جو دن میں ایک ہزار آیت قرآن کریم کی تلاوت کرے ، صحابہ کرام نے عرض کیا کہ کوئی یہ کرسکتا ہے کہ ہر روز ایک ہزار آیات پڑھ لے، آپؐ نے فرمایا : کیا تم میں سے کوئی سورہ "اَلۡهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ " نہیں پڑھ سکتا؟ مطلب یہ ہے کہ سورہ "التکاثر" کا ہر روز پڑھنا ایک ہزار آیت پڑھنے کے برابر ہے ، (مظہری بحوالہ حاکم اور بیہقی عن ابن عمر)

سورت کے بارے میں مختصر وضاحت

اللہ تعالی اپنے کرم اور مہربانی سے انسان کو اپنی بندگی کی طرف دعوت دینے کی ابتدا اسے خواب غفلت سے جگانے سے کرتا ہے، اور اس سے اس طرح مخاطب ہوتا ہے کہ : اے انسان ! ایسا ہرگز مت سوچنا کہ موجودہ حالت اور اس دنیا کی زندگی جس کے تم عادی ہو گئے ہو ہمیشہ کے لیے باقی رہے گی، اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی، اے انسان! جان لو کہ اچانک ایک ایسی تبدیلی آئے گی کہ مکمل دنیا کو نا بود کردے گی، یہ بات قابل ذکر ہے کہ انسان کو جس چیز کی عادت پڑجاتی ہے تو وہ یہ تصور کرتا ہے کہ اس سے کبھی الگ نہیں ہوگا، اور وہ چیز کبھی ختم نہیں ہوگی ، وہ انسان جو اپنے مال و دولت ، نعمت اور اسباب و وسائل پرخوش ہو جاتا ہے ، اور ان کا عادی ہوجاتاہے، تو وہ رفتہ رفتہ یہ بھول جا تا ہے کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ ہر چیز جو اس کے پاس ہے سب کے سب فنا ہو کر ختم ہوجائے گی۔

یہاں اسے خواب غفلت سے بیدار ہونا چائیے اور ہوش میں آنا چاہیے کہ یہ تصور اور خیال درست نہیں ہے ، یہ حالت اور زندگی ایک دن ختم ہوگی، یہ دنیا ایک دم بدل جائے گی، ایک اور حالت اور دوسری دنیا وجود میں آئے گی کہ اس دنیا سے مشابہ بالکل بھی نہیں ہوگی، اس معاملے میں قرآن کریم کی بہت سی آیات اس تبدیلی اور تغیر کی طرف اشارہ کرتی ہیں ، ایسی حالت کہ اس میں انسان مرنے کے بعد زندہ ہو گا، اور دوسری حالت کے وجود میں آنے کے بعد اللہ تعالی کی عدالت میں حاضر ہوگا تا کہ اس پر مقدمہ چلا یا جائے ۔

مثال کے طور پر سورہ " تکاثر " میں ان لوگوں کو مخاطب کیاگیاہے، جو قیامت کے دن اور اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو پورا کرنے سے غافل رہتے ہیں، اور بھول جاتے ہیں کہ یہ نعمتیں اللہ کی پہچان اور اس کے راستے کے انتخاب کا وسیلہ ہیں ، اور یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ جس دن رب تعالی کے حضور میں حاضر کیے جائیں گے، اور ان سے پو چھا جائے گا کہ: اللہ تعالی کی نعمتوں اور وسائل سے کیسے استفادہ کیا ؟ : ان سے اس طرح خطاب کرکے فرما تا ہے "اَلۡهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ۝١ حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ" اے عقلمند انسانو! اے وہ لوگو! جو دنیا کا مقام و مرتبہ حاصل کرنے میں مشغول اور سرگرم عمل ہو، اور اس راستے میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہو، اور

(c) ketabton.com: The Digital Library

اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو بھول گئے ہو ، کیا تم نہیں جانتے ، یا تم بھول گئے ہو کہ جس کے پاس جتنی نعمتیں اور مال و اسباب زیادہ ہوں اس پر ذمہ داری بھی اتنی ہی زیادہ ہوگی ؟ مقام و مرتبہ اور دولت و ثروت کے پیچھے ایسے لگے ہو کہ تمہاری جو اصل ذمہ داری ہے اور جو انجام تمہارے انتظار میں ہے اس سے غافل ہوگئے ہو، اور اسی طرح تم اس حالت میں ہو کہ موت تمہیں پکڑلے، تم لوگ ہوش میں نہیں آتے اور خواب سے جاگتے نہیں ہو، یہاں تک کہ تم اپنی قبروں کو دیکھو گے (یعنی موت آئے اور ابدی جہاں میں پہنچ جاؤ)

اے غافل انسانو! اے وہ لوگو کہ تمہاری ساری سوچ اور فکر زیادہ مال و دلت جمع کرنا اور بلند مقام و مرتبہ حاصل کرنا ہے، کیوں تم اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو بھول گئے ہو، اس طرح کی زندگی گزار رہے ہو، اس وقت تک ہوش میں نہیں آوگے جب تک ابدی جگہ نہ پہنچو، اے غافل انسانو! " كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۝۳ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۝۴ اللہ تعالی اس خطاب سے ان کی سرزنش اور ملامت کرتا ہے اور فرماتا ہے: نہیں ، نہیں ایسا کام نہ کرو ، بس کرو، یہ کام نہ کرو، غفلت بہت ہوگئی اب بس کرو، خودکو مال کے جمع کرنے میں مشغول نہ رکھو، اور تمہاری کوشش اور تحرک مال و دولت اور مقام و مرتبہ حاصل کرنے کے مقابلہ کے لیے نہ ہو، کیونکہ زیادہ دیر نہیں ہوگی کہ حقیقت جان جاؤ گے، اور ضرور جان لو گے کہ کیا خبر ہے اور کیا ہوگا . "کلا" نہیں، نہیں، خواب غفلت سے بیدار ہوجاؤ اور اس مقابلہ سے ہاتھ کھینچ لو، "لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ۝۵" اگر تم جان لیتے کہ کیا انجام آگے آنے والا ہے، تو کبھی یہ کام نہ کرتے، کیوں غافل ہو؟ کیوں یہ نہیں سوچتے ہو کہ ایک دن آئے گا کہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا ، کیوں ہوش میں نہیں آتے اور ہمیشہ دنیا کا مال جمع کرنے کی فکر میں ہو، لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ۝۶ اللہ کی قسم اس جلانے والی شعلوں والی ، آگ کو ضرور دیکھوگے ، پہلے تو اسے دور سے دیکھوگے ، اس کے بعد: ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ۝۷ اس سے اتنے قریب ہو جاؤ گے کہ ایک طرح سے اس کا مشاہدہ کرو گے، کہ اس میں شک و تردد کی کوئی گنجائش بھی نہیں رہے گی ، یقینی آنکھ کے ساتھ اسے دیکھو گے، اور واضح طور پر جان لوگے کہ یہ آگ جہنم کی آگ ہے اور تم لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے ، کہ اس سے کوئی راہ نجات اور چارہ نہیں ہے، یہ جان لو کہ اس دن ان تمام نعمتوں کے بارے میں جو تمہیں

(c) ketabton.com: The Digital Library

دی گئی ہیں پوچھا جائے گا، ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ۝۸ اس دن تم سے ان تمام نعمتوں اور سہولتوں کے بارے میں پوچھاجائےگا جو تم کو فراہم کی گئی ہیں : تم سے پوچھا جائے گا ، کہ تم نے ان نعمتوں کو کیسے استعمال کیا۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورة التكاثر

اَلۡهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝١ حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ ۝٢ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ۝٣ ثُمَّ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ۝٤ كَلَّا لَوۡ
تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡيَقِيۡنِ ۝٥ لَتَرَوُنَّ الۡجَحِيۡمَ ۝٦ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيۡنَ الۡيَقِيۡنِ ۝٧ ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ يَوۡمَئِذٍ عَنِ
النَّعِيۡمِ ۝٨

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ	شروع کرتاھوں الله کے نام سے جوبڑا مهربان نهایت رحم والاھے
اَلۡهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝١	تمہیں ایک دوسرے سے زیادہ حاصل کرنے کی حرص نے غافل کردیا
حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ ۝٢	یہاں تک کہ تم نے قبرستان جا دیکھے
كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ۝٣	ہر گز نہیں، تم عنقریب جان لو گے
ثُمَّ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ۝٤	پھر ہر گز نہیں، عنقریب جان لو گے
كَلَّا لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡيَقِيۡنِ ۝٥	ہر گز نہیں! اگر تم یقینی علم کی حیثیت سے (اس روش کے انجام کو) جانتے ہوتے (تو تمہارا یہ طرز عمل نہ ہوتا)
لَتَرَوُنَّ الۡجَحِيۡمَ ۝٦	کہ یقینا تم ضرور جہنم کو دیکھو گے
ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيۡنَ الۡيَقِيۡنِ ۝٧	پھر یقینا تم ضرور اسے یقین کی آنکھ سے دیکھ لو گے
ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ يَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِيۡمِ ۝٨	تم اس دن نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھے جاؤگے

محترم قارئین:

اس سورت کی آیات مبارکہ میں: دنیا کے مال و دولت پر فخر، اور انسان کے کردار سے متعلق سوال، جیسے موضوعات کے بارے میں بحث کی گئی ہے۔

اَلۡهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝١	تمہیں ایک دوسرے سے زیادہ حاصل کرنے کی حرص نے غافل کردیا

یعنی: مال و اولاد زیادہ حاصل کرنے کی حرص نے تمہیں خدا تعالی کی اطاعت، اور آخرت کے لیے عمل کرنے سے غافل کردیا ، اور اسیر بنا لیا

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہے، ابن عباس اور حسن بصری آیت : " اَلۡهٰكُمُ التَّكَاثُرُ " کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ " تکاثر " کثرت سے مشتق ہے ، اور مال و دولت جمع کرنے کا معنی دیتا ہے، اور دوسری روایت میں ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسو ل اللہ ؐ نے " اَلۡهٰكُمُ التَّكَاثُرُ " پڑھی اور فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ کسی غلط طریقے سے مال کمایا جائے، اور اللہ تعالی کی طرف سے جو فرائض مال میں رکھے گئے ہیں انہیں ادا نہ کیا جائے، (تفسیر قرطبی)

" التکاثر" تفاخر ، اور دنیاوی نعمتوں کی فراوانی پر فخر کرنا،

1 - دنیاوی معاملات میں لالچ اور زیادہ طلب کرنا اپنے لیے خرچ کیے بغیر .

2 - دو گروہ یا دو افراد کا آپس میں مقابلہ اور ضد.

3 - نسب، اور قبیلے پر زبان سے شیخی مارنا، تفاخر کرنا.

رب تعالی کا یہ خطاب ان لوگوں کے لیے ہے جو دوسروں پر فخر کرنے اور شیخیاں مارنے کے لیے مال و دولت اور جائیدادیں کثرت کے ساتھ جمع کرنے میں مصروف ہیں ، ایسے کام انسان کو اللہ تعالی کی بندگی اور اطاعت سے روک دیتے ہیں، یہ لوگ اسی تکاثر و تفاخر میں مشغول ہوں گے کہ موت ان پر آجائے گی، ح الانکہ مقابلہ عمل صالح اور ایمان میں ہونا چاہیے، یہ مقابلہ آخرت کی ابدی نعمتوں کے لیے ہونا چاہیے، نہ کہ عارضی اور وقتی کاموں میں، "الھاکم" لفظ " الھاکم " لَهْوٌ سے لیا گیا ہے جو کہ حقیقت میں غفلت کا معنی دیتا ہے، لیکن عربی زبان میں اس لفظ کا اطلاق ہر اس مصروفیت کے لیے ہوتا ہے کہ انسان کی دلچسپی اس میں اتنی زیادہ ہو کہ وہ تمام تر وجود کے ساتھ اس میں منہمک ہوجائے اور دوسری اہم چیزوں سے غافل ہو جائے، جب لفظ "الھاکم" اس اصل سے استعمال ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم پر لَهْوٌ اس قدر قابض ہوگیا ہے کہ تم اس سے زیادہ اہم کاموں کے بارے میں نہیں سوچتے ، تم اس کی طرف متوجہ ہو کر ہمیشہ اس کے بارےسوچتے رہتے ہو، اصفھانی " لَهْوٌ " کے بارے میں لکھتے ہیں : " لَهْوٌ " وہ ہے جو انسان کو فائدے والے اہم کام سے مصروف رکھے، "الھا" مصروف اور مشغول کرنے کے معنی میں ہے، " التکاثر " تکاثر بھی کثرت سے ماخوذ ہے، اس کے تین معنی ہیں : ایک یہ ہے کہ آدمی بہت ذیادہ حاصل کرنے کی کوشش کرے، دوسرا یہ کہ لوگ ایک دوسرے سے ذیادہ کمانے، جمع کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جائیں، تیسرا یہ کہ لوگ اس بنا پر کہ دوسروں سے ذیادہ اور کثرت سے مال رکھتے ہیں فخر کرنے لگیں، شیخی مارنے

(c) ketabton.com: The Digital Library

لگے، تو پھر " اَلۡهٰكُمُ التَّكَاثُرُ " کا معنی یہ ہے کہ اس تکاثر نے تمہیں اتنا زیادہ مشغول کردیا ہے کہ اس سے تمہاری دلچسپی اور لگاؤ نے اس سے ذیادہ اہم چیزوں سے تمہیں غافل کردیا ہے، (تفہیم القرآن)

حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَؕ۝۲	یہاں تک کہ تم نے قرستان جا دیکھے

اپنے مردوں کی قبریں گننے لگے اور فخر کرنے لگے، زیادہ ہونے کے فخر نے اور ایک دوسرے پر کثرت میں مقابلہ اور ضد نے تمہیں الله تعالی کی اطاعت اور آخرت کے لیے عمل سے غافل کرکے اسیر بنالیا ہے "یہاں تک کہ تم قبرستان تک پہنچ گئے" یعنی: کثرت کی طلب او ر فخر و مباہات کو اس حد تک تم نے آگے بڑھایا کہ تمہیں موت نے آلیا، اور اس حالت میں قبروں میں دفن ہوگئے، یا یہاں تک تم لوگو نے اسے آگے بڑھایا کہ اپنی کثرت دکھانے کیلئے قبرستان تک گئے ، اور مردوں کو شمار کرنے لگے، حدیث شریف میں ہے کہ : "یھرم ابن آدم، ویبقی معه اثنتان: الحرص والأمل"ترجمہ: " آدمی بوڑھا ہوجاتا ہے، لیکن دو چیزیں اس کے ساتھ باقی رہتی ہیں،ایک لالچ اور دوسری اس کی لمبی آرزوئیں" اگرچہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ : قبروں کی زیارت سنگدل لوگوں کے لیے شفا، بخش علاج میں سے ہے،کیونکہ یہ زیارت آخرت اور موت کو یاد دلانے والی ہے، اس لحاظ سے علماء مردوں کے لیے زیارت قبور پر اتفاق رکھتے ہیں، لیکن عورتوں کے لیے اس کے جواز میں اختلاف ہے، جوان عورتوں کا وہاں جانا حرام اور اڈھیر عمر عورتوں کے لیے مباح ہے، اگر عورتیں مردوں سے الگ قبروں کی زیارت کے لیے جائیں تو ان سب کے لیے جائز ہے، اگر مردوں کے ساتھ مخلوط ہو کر جانے میں فتنے کا اندیشہ ہو تو جائز نہیں ہے -

كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَۙ۝۳	ہر گز نہیں، تم عنقریب جان لو گے

غفلت اور دنیا پر فخر کرنے انجام جان لوگے، یہ سرزنش ہے انسانوں کے لیے ان کی کثرت طلبی پر، یعنی: اے انسانو! باز رہو اس چیز میں مشغول ہونے سے جس کا کوئی فائدہ نہیں ہے، اس سے دوری اختیار کرو کیونکہ مستبقل میں الله کی بارگاہ میں آخر کار تمہیں اپنی جہالت اور عبادت میں کمی او ر عارضی دنیا میں مصروف ہوکر اپنے اور مستحکم گھر کو نظر انداز کرنے کا پتہ چل جائےگا ، یعنی بہت جلد تم پر واضح ہوجائے گا کہ آخرت اس جلد فنا ہونے والی دنیا سے بہتر اور باقی رہنے والی ہے -

(c) ketabton.com: The Digital Library

"کلا ": "ہاں، ایسا کام نہیں کرنا چاہیے تھا، اس فخرو مباہات کو چھوڑو "، " سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ " جب قبر میں داخل ہو گے، اس وقت تم اس تکاثر اور تفاخر کی غلطی جان جاؤگے ، یعنی : اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اس غلط فہمی میں مبتلا ہو کہ ترقی، خوشی اور کامیابی کا مفہوم ہے دنیا کے زیادہ سے زیادہ اسباب اور سہولتیں حاصل کرنا، حالانکہ کامیابی ہر گز یہ نہیں ہے ، بہت جلد تمہیں معلوم ہو جائےگا، اور جان لو گے کہ تم زندگی بھر کیا غلطی کرتے رہے ہو ۔

ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝	پھر ہر گز نہیں، عنقریب جان لو گے

پھر ایسا نہیں ہے، بہت جلد جان جاؤ گے، یہ تکرار تاکید اور تشدید کے لیے ہے، اور ایک سرزنش کے بعد دوسری سرزنش ہے، یعنی بہت جلد ہی اس دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے میں تمہاری غلطی تم پر ظاہر ہوجائے گی ، اور دنیا میں مصروف رہنے اور اطاعت الہی سے منہ موڑنے کی برائی تم پر واضح ہوجائے گی، یعنی جب موت تم کو اپنے آغوش میں لے لیگی اور تم قبر میں دفن ہوجاؤگی اور اس کی دہشت اور سختی کا مشاہدہ کرلوگے، تو دولت کی فراوانی پر گھمنڈ کرنے کا انجام جان لوگے ، ابن عباس ؓ فرما تے ہیں : "كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ " یعنی : جب آخرت میں عذاب سے دوچار ہوجاؤگے تو جان لو گے کہ اصل حقیقت کیاہے ۔ تفسیر قرطبی: (20/176)۔

"کلا " "حقا " سرزنش کو منحرف خیالات اور طرز عمل کے خلاف دوہرایا جانا چاہیے، (کلا ، ثم کلا ، کلا) علما کے قول کے مطابق آیات کی تکرار قرآن میں دو دلیل کے بنا پرہوتی ہے:

1 - اس بات کی تاکید کرتی ہے کہ ایسا نہ کرو ، اور دنیا میں مشغول نہ ہوجاؤ (اپنا خیال رکھو کوئی تمہارے کام نہیں آئےگا) ۔

2 - دو آیتوں کے دو مختلف معانی ہوں ، دوسری آیت کا معنی الگ ہو، پہلی آیت دنیا اور دوسری آیت آخرت کی طرف اشارہ کرتی ہو (کلا) پہلی آیت میں گناہوں پر سرزنش ہوگی، (سب سے پہلے دنیا میں گناہوں کے وجہ سے عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے) کیونکہ گناہ کا ارتکاب کرنا خود پریشانی اور تکلیف کا باعث بنتا ہے۔

"کلا" دوسری آیت خدا کے اخروی عذاب کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ اللہ تعالی قیامت کے دن اور محشر کے دن عذاب میں مبتلا کرے گا، اور محشر پر اس کی وجہ سے، سورج کی تپش، جہنم کا خوف اور پل صراط پر کانٹے اور جہنم کی آگ سے عذاب دے گا۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝٥	هر گز نہیں! اگر تم یقینی علم کی حیثیت سے (اس روش کے انجام کو) جانتے ہوتے (تو تمہارا یہ طرز عمل نہ ہوتا)

یعنی :اگر تمہیں یقینی علم ہوتا، جیسا کہ دنیا کی قطعی اور یقینی چیزوں کا تمہیں علم ہے کہ کیا انجام تمہارے انتظار میں ہے، اور کس ٹھکانے پر جاؤگے ، تو یقینا یہ علم تمہیں کثرت طلبی اور فخر کرنے سے باز رکھتا، اور دنیا کی طلب کبھی تمہیں اس عظیم کا م سے غافل نہ کرتی .

جواب (لو) آیت مبارکہ میں محذوف ہے ، اس وجہ سے کہ زیادہ خوف پیدا ہو ، یعنی اگر تمہیں معلوم ہوتا تو دنیا کی عزت و تکبر تمہیں دھوکہ نہیں دیتی اور آخرت کی پریشانی اور دہشت سے تم غافل نہیں ہوتے، جیسا کہ نبیؐ نے فرمایا: "اگر تم جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنستے اور زیادہ روتے (یہ بخاری کی روایت کردہ حدیث کا حصہ ہے)، (از تفسیر صفوہ التفاسیر)۔

التسہیل میں ہے کہ : جواب (لو) محذوف ہے اور اس کی تقدیری عبارت یوں ہے : اگر تم جانتے ہوتے، تو بس کرتے ، اور آخرت کے لیے تیاری کرتے، (لو) کا جواب ڈر اور خوف ایجاد کرنے کے لیے محذوف رکھا گیا، تاکہ سننے والا اس کی تعریف کرے جسے وہ بڑا سمجھتا ہے، جیسے آیت : " وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ " (التسهيل: 416/4)۔

" علم الیقین " یعنی : یقینی طور پر ہوگا۔

" لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ" (اگر تم یقینی طور پر اپنی دولت کی فراوانی پر شیخی مارنے اور گھمنڈ کرنے کا انجام جانتے) مگر تمہیں تو ادنی سا علم بھی نہیں ہے ، یعنی : یقینی علم نہیں رکھتے ہو ، اگر علم الیقین بھی ہوتا تو تمہیں کافی ہوتا۔

یقینی علم وہ ہے جو حقیقت کے مطابق یقین سے پیدا ہو ، یا عینی مشاہدہ سے یا کسی قطعی اور مستحکم وجہ سے وجود میں آیا ہو، جس پر عقل صحیح یا رسول اکرم ؐ سے نقل ثابت اس پر دلیل ہو .

لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝٦	کہ یقینا تم ضرور جہنم کو دیکھو گے

مفسر آلوسی فرماتے ہیں: یہ پوشیدہ جواب قسم ہے جس پر وعید کو مؤثر اور دھمکی کو سخت کردیا ہے ، یعنی : پرورگار کی قسم تم دوزخ کی آگ کو اپنی آنکھوں سے دیکھو گے، اور صاف صاف مشاہدہ کروگے، کیا تم نے ایسا کوئی عمل انجام دیا ہے جو نجات بخش ہو اور تمہیں دوزخ کی آگ سے بچاسکے اور اس سے دور کردے؟

(c) ketabton.com: The Digital Library

ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۙ○	پھر یقینا تم ضرور اسے یقین کی آنکھ سے دیکھ لو گے

البحر میں ہے کہ : اللہ تعالی نے " عین الیقین " لا کر اس وہم کو دور کردیا ہے کہ پچھلی آیت میں جس رؤیت کا ذکر کیاگیا ہے، وہاں مجازی معنی مراد لیا ہے (البحر: 508/8) یعنی :پھر تم دوزخ کو اس رؤیت کے ساتھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے جو بالکل یقینی ہے، بعبارت دیگر: یہ ان کی جہنم میں ابدی زندگی کی خبر ہے ، یعنی : ان کی یہ رؤیت مسلسل ، مستقل اور بلا تعطیل ہے، ابن کثیر فرماتے ہیں : یہ آیت پچھلی آیت میں ذکر شدہ سرزنش کی تفسیر ہے ، یعنی : "لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ" حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ : جب حضرت موسیٰ کوہ طور میں تشریف فرما تھے ، تو ان کی قوم کے لوگ بچھڑے کی پرستش کرنے لگی ، اللہ تعالی نے موسی کو وہیں پر مطلع فرمایا کہ آپ کی قوم ایسی مصیبت میں گرفتار ہوگئی ہے، اس وقت ان کو اتنا اثر نہیں ہوا تھا جتنا قوم کے پاس آنے کے بعد ان کو دیکھ کر ہوا ، بے ساختہ انہوں نے الواح تورات کو زمین پر رکھا ، (رواہ احمد و الطبرانی بسند صحیح).

ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۸○	تم اس دن نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھے جاؤگے

پھر اس دن تم سب سے ان نعمتوں کے بارے باز پر س ہوگی جو تمہارے پاس تھیں، یعنی: دنیا کی ان نعمتوں کو شمار کرنے کے مقام پر جس نےتم سے آخرت کا کام بھلادیاتھا ، پوچھے جاؤگے کہ کیا تم نے ان نعمتوں کا شکر ادا کیا کہ نہیں۔

"ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ" لام تا کید ابتدا میں اور نون ثقیله آخر میں، یه اس بات کی تاکید ھے که لازمی طور پر تم سے پوچھا جائے گا، "يَوْمَئِذٍ" جس دن دوزخ کویقینی طور پر دیکھوگے، "عَنِ النَّعِيْمِ " وہ نعمتیں جن کے تم مالک هو اور جن سے تم لطف اندوز هوئے، جیسے : صحت ، فراغت، راحت، کھا نا ، پینا وغیره، جو نعمتیں تمهیں عطا کی گئی هیں قیامت کے دن ان کے متعلق تم سے پوچھا جائے گا که کیا تم نے اللہ تعالی کا حق ادا کیا ھے که نهیں؟ صحت مند جسم کے ساتھ اللہ تعالی کی عباد ت کی ھے، اور مال و دولت سے زکوۃ ادا کی ھے، مذکورہ بالانعمتوں کا جس نے شکر ادا کیا تو اسے نجات ملے گی، اور جس نے ان نعمتوں کا شکر ادا نهیں کیا تو مستحق عذاب ٹھهرے گا، ان نعمتوں کو اللہ تعالی کے دین کی خدمت اور اطاعت میں خرچ هوناچاهیے، کیونکه هم سے اس بارے میں پوچھا جائے گا، اس سلسلے میں مذکور احادیث اس سوال کی عمومیت کے لیے مفید

(c) ketabton.com: The Digital Library

هیں، یعنی: تمام انسان به شمول مؤمن اور کافر کے سب سے پوچھا جائے گا، لیکن کفار سے سرزنش کے طور پر، کیونکه انهوں نے نعمتوں کا شکر ادا نهیں کیا، اور مؤمن سے سوال کرنا یه عزت کے لیے ہوگا، کیونکه وه شکر گزار تھے۔

حدیث شریف میں هے مدینه میں حضرت عمر رض نے رسول الله صلی الله علیه وسلم سے پوچھا اور کها: اے الله کے رسول! هم سے کس نعمت کے بارے میں پوچھا جائے گا، جبکه هم تو اپنے گھروں سے بے دخل هوئےهیں، رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: سایه بان کے سائے کا درختوں او ردیگر چیزوں کے سائے کا جو آپ لوگوں کو گرمی، سردی سے محفوظ رکھتاهے، اور گرمی کے دن ٹھندے پانی کا سوال کیا جائے گا ۔

اسی طرح حدیث شریف ہے جو که ابن أبی شیبه نے احمد بن لبید سے روایت کی هے ، کهتے ہیں: "جب سوره تکاثر نازل هوئی تو رسول الله صلی الله علیه وسلم نے صحابه کے سامنے تلاوت کی جب اس آیت پر پهنچے : "ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ " تو صحابه کرام نے پوچھا: اے الله کے رسول ! هم سے کونسی نعمتوں کا پوچھا جائے گا، جبکه همارے پاس پانی اور کھجور کے علاوه کچھ بھی نهیں هے، اور هماری تلواریں همارے گلے میں لٹکی هوئی هیں، اور دشمن بھی سامنے هیں؟ آخر وه کونسی نعمت هے جس کے متعلق هم سے باز پُرس هوگی؟ رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: یه پوچھنا ایک حقیقت هے تبدیل نهیں هوگا" ۔

اسی طرح حدیث شریف میں ابن عباس رضی الله عنهما سے روایت میں آیاهے که رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: دونعمتیں ایسی هیں که لوگ ان سے غافل هیں: صحت ، اور فراغت، یعنی: اکثر لوگ ان دو نعمتوں کا شکر ادا کرنے میں کوتاهی کرتے هیں، اور اپنا فرض ان کے متعلق پورا نهیں کرتے ، بس جس کے ذمے جو حق هے اسے ادا نه کرے وه درحقیقت نقصان اٹھانے والاهے ۔

اسی طرح حدیث شریف میں یه روایت ابی برزه رض کی هے که رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: "لا تزول قدما العبد یوم القیامة حتی یسأل عن أربع: عن عمره فیم أفناه، وعن شبابه فیم أبلاه، وعن ماله من أین اكتسبه وفیم أنفقه، وعن علمه ماذا عمل به "

(بند ے کے قد م قیامت کے دن اس وقت تک ہل نہیں سکیں گے جب تک که اس سے چار چیزوں کے بارے میں سوال نه کیا جائے: اس کی زندگی کے بارے میں ، اس نے وه کیسے گذاری، اس کی جوانے کے بارے میں ، که اس نے کس طرح گزاری، اس کے مال و دولت کے بارے میں ،

(c) ketabton.com: The Digital Library

کہاں سے حاصل کیا ؟ اور کہاں خرچ کیا ، او ر اس کے علم کے بارے میں که اس پر کیسا عمل کیا؟)۔
اسی طرح حدیث شریف میں مسلم اور اصحاب سنن سے مروی هے که حضرت ابو هریره ؓ نے کہا: رسول الله صلی الله علیه وسلم اپنے گھر سے باهرنکلے تو حضرت ابوبکر ؓ اور عمرؓ سے ملے ، آپ نے پوچھا که : اس وقت کونسی چیز تمہیں گھروں سے باہر لے آئی ہے؟ ان دونوں نے کہا: بھوک نے یا رسول الله ! رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے هاتھ میں میری جان هے ، مجھے بھی یہی چیز باهر لائی هے جو آپ دونوں کو باهر لائی هے، پھر وه دونوں آپ ؐ کے ساتھ ایک انصاری کے گھر تشریف لے گئے، وه شخص گھر پر نہیں تھا، جب اس کی بیوی نے رسول الله صلی الله علیه وسلم کو دیکھا، توکہا: خوش آمدید! رسول الله صلی الله علیه وسلم نے اس سے دریافت کیا که: فلاں (تیرا شوهر) کہاں هے؟ عورت نے کہا: وه همارے لیے میٹھا پانی لینے گیا هے، اسی دوران وه انصاری آدمی پهنچ گیا، بنی صلی الله علیه وسلم اور ان کے دو دوستوں کی طرف نگاه دوڑائی، اور کہا: تمام تعریفیں الله کے لیے هیں: آج کسی کے پاس بھی مجھ سے زیاده معزز مهمان نهیں هیں، پھر رسول الله صلی الله علیه وسلم اور ان کے ساتھیوں کا گرم جوشی سے استقبال کیا، اور خود کھجوروں کے باغ میں گیا، اور کھجور وں کا ایک گچھا لایا جس میں پکی کچی دونوں قسم کی کھجوریں تھیں، ان کو کھجور کھانے کی دعوت دی ، پھر اس نے چھری لی، رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: ایسا نه هو که کوئی دودھ والا جانور ذبح کردو؟ پھر اس نے ایک دنبه ذبح کردیا، جب سب نے دنبه کا گوشت اور کھجوریں کھائیں ، میٹھا پانی بھی پی کر سیراب هوئے، رسول الله صلی الله علیه وسلم نے ابوبکرؓ اور عمر ؓ سے مخاطب هوکر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے هاتھ میں میری جان هے، یقیناً قیامت کے دن ان نعمتوں کے بارے میں پوچھے جاؤگے ۔

اسلام میں فخر

نسب پر فخر کرنا جهالت کی بات هے، رسول الله صلی الله علیه وسلم نے ان کاموں سے لاتعلقی اختیار کی هے، الله کا فرمان هے : "وَرَفَعۡنَا بَعۡضَهُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٖ دَرَجَٰتٖ " (سوره زخرف : 32) اور هم نے بعض کو بعض پر فوقیت دی)۔
اُس فوقیت سے مراد دنیاوی امور هیں ، کیونکه الله تعالی فرماتاهے: "وَقَالُواْ لَوۡلَا نُزِّلَ هَٰذَا ٱلۡقُرۡءَانُ عَلَىٰ رَجُلٖ مِّنَ ٱلۡقَرۡيَتَيۡنِ عَظِيمٍ ۝٣١ أَهُمۡ يَقۡسِمُونَ رَحۡمَتَ رَبِّكَۚ نَحۡنُ قَسَمۡنَا بَيۡنَهُم

(c) ketabton.com: The Digital Library

مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۗ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ۝٣٢" (سوره دزخرف: 32) ترجمه :" اور (یه بھی) کھنے لگے که یه قرآن ان دونوں بستیوں (یعنی مکه اور طائف) میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نھیں کیا گیا؟ کیا یه لوگ تمھارے پروردگار کی رحمت کو بانٹتے ھیں ؟ ھم نے ان میں ان کی معیشت کو دنیا کی زندگی میں تقسیم کردیا اور ایک کے دوسرے پر درجے بلند کیے تاکه ایک دوسرے سے خدمت لیں اور جو کچھ یه جمع کرتے ھیں تمھارے پروردگار کی رحمت اس سے کھیں بھتر ھے".

ایک بنده فقیر، دوسرا دولتمند ، ایک بیمار، دوسرا صحت مند، ایک مضبوط طاقتور، دوسرا کمزور ، آیت سے مراد یه ھے۔

نسب پر فخر کرنا جاھلیت کے دعووں میں سے ھے رسول الله صلی الله علیه وسلم نے ایسا کرنے والوں سے لاتعلقی کا اظھار کیا ھے ، الله تعالی فرماتا ہے: " يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝١٣ " (حجرات: 13)" لوگو! ھم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمھاری قومیں اور قبیلے بنائے تا که ایک دوسرے کو شناخت کرو اور خدا کے نزدیک تم میں زیاده عزت والا وه ھے جو زیاده پرھیزگار ھے بیشک خدا سب کچھ جاننے والا (اور) سب سے خبردار ھے" ، قوم قبیلے بنائے کا مقصد ایک دوسرے کو پھچاننا ھے نه که فخر کرنا .

شیخی مارنا اور گھمنڈ کرنا

اخلاقی برائیوں میں سے ایک بھت ھی بُری انسانی خصلت فخر اور گھمنڈکرناھے ، فخر سے مراد یه ھے که کوئی شخص دوسروں کے سامنے گھمنڈکرتاھے، اپنے اندر محسوس ھونے والے غیر حقیقی یا حقیقی کمالات کی وجه سے ، اور ان پر فخر کرتاھے، فخر تکبر کا ایک حصه ھے، یا اس کی ابتدا تکبر سے ھوتی ھے، اس لحاظ سے جتنی آیات اور روایات تکبر کے بارے میں آئی ھیں وه شیخی مارنے کو بھی شامل ھیں، فخر یا شیخی مارنا جھالت اور نادانی کی جڑھے، جیسا که تکبر بھی جڑھے، اس لیے جاھل انسان نه کمالات کو پھچانتاھے، نه ھی کمال کی اصل علت کو، اس وجه سے وه بعض خامیوں کو کمال سمجھتاھے، اور اپنے خیالی کمال پر فخر کرتاھے، یا اپنے اندر موجود کمالات کو اپنی تخلیق سجھتاھے ، اور وه کمال کے ماخذ و منشأ کو بھول جاتا ھے، جو که خدا تعالی ھے ، چنانچه یه دونوں خصوصیات جھالت کا حصه ھیں .

(c) ketabton.com: The Digital Library

حضرت علی رضی الله عنه فرماتے هیں: " لَا حُمْقَ اَعْظَمُ مِنَ الْفَخْرِ " (دوسروں پر شیخی مارنے سے بڑی حماقت کوئی نہیں) .

شیخی مارنے کا علاج

اخلاقی برائیوں کا علاج اور روک تهام اس وقت ممکن هے کہ جب ان میں مبتلا شخص اسے واقعی برائی سمجھے او رذاتی طور پر اس کے علاج کے لیے اقدامات کرے، ورنه اس مرض کا علاج معالجه ناممکن هوجائے گا، کیونکه جو لوگ اس مرض میں مبتلا هیں وه اسے اخلاق حسنه کے زمرے میں شما رکرتے هیں، اور اس نکته پر توجه نهیں کرتے که: "أکبر الفخر ألا تفخر" هے ، اسی لیے گھمنڈ سے روکنا ممکن نهیں هے .

اس بنا پر علمائے کرام کا کهنا هے که علاج کا پهلا مرحله یه هے که جو شخص اس مرض میں مبتلا هو اسے یه سمجهایا جائے که یه خصلت اخلاقی برائیوں میں سے هے ، اسے علاج معالجه کی کوشش کرنی چاهیے ، مرض کے علاج کا دوسرا مرحله یه هے که : اس مرض میں مبتلا شخص میں اس مرض کے عامل او رسبب کی تشخیص کی جائے ، مطلب یه که جو شخص گھمنڈ کررهاهے اس کے پاس کیا هے ، جس کی وجه سے اس میں یه بری صفت پیدا هوئی هے ؟ یا اس چیز کی وجه سے هے جوصرف اس میں هے، جیسے: علم، حسن، طاقت یا دولت هے جس پرکه وه گھمنڈ کرتاهے، یا جو کچھ دوسروں میں بھی ہے، جیسے: حسب و نسب اور رشته داروں کی نیکی و فضیلت پر شیخی مارنا، اگر پهلا هے تو اسے سمجها نا چاهیے که ان چیزوں میں سے جو اس کے اندر هیں تو اس میں اس کا کوئی کردار نهیں هے، جیسا که خدا تعالی نے جو حسن دے کر قدرت نمائی کی هے اس سے اس کا کوئی تعلق نهیں هے ، دوسری بات یه هے که حسن وجمال ایک دن گل سڑکر مٹی میں بدل جائے گا، جیسا که پهلے نطفه اور گنده پانی تها .

دوسرے حصے میں ، جیسے: دولت اور طاقت ، سب سے پهلے اسے یه معلوم هونا چاهیے که وه ایک دربان هے ، اور اپنے وارثوں کے لیے ذخیره اندوزی کررهاهے، دوسرے لوگ اس کا یه مال کھائیں گے، وه اپنا حساب چکائے گا، یه بات قابل فخر نهیں هے، اور دوسری بات اسے معلوم هوناچاهیے که یه سب کچھ الله تعالی کی قدرت کے مقابلے میں کچھ بھی نهیں هے، فخر کم ظرفی اور تنگ نظری کی وجه سے ہوتاهے، وه شخص جو اپنے کم سے کم مال پر فخر کرتاهے اور دوسروں کے مهنگے مال کو نهیں دیکھتا، چنانچہ وه جهالت میں مبتلا هے نهیں دیکھتا کہ، اس کی

(c) ketabton.com: The Digital Library

صلاحیت بھی ایک معمولی چیزہے اور وہ بھی خیالی ہے مگر اس نے پھر بھی اسے اکڑ میں رکھا ھے، ایسے شخص کو اپنے حال پر افسوس ہوناچاھیے کہ او روں نے سترشھر عشق کی سیر کی ھے، لیکن ھونٹوں پر سکوت کی مھر لگا رکھی ھے، لیکن وہ کسی گلی کے موڑپر کھوگیاھے، اور اپنی منزل کی طرف ایک قدم بھی نہیں بڑھایا، اور کوئی فضیلت بھی حاصل نہیں کرسکا، اس کی آواز انکر الاصوات ہے جو گھمنڈ کے ساتھ اونچی ھے، اور کھوکھلے ڈرم کی طرح بج رہاہے .

علم الیقین کیا ھے؟ اور کن لوگو ں کے لیے مخصوص ھے؟

علم الیقین کا موضوع جس کا ذکر سورۃ " تکاثر" آیت: 5 میں کیا گیاھے، " كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ" ترجمه: ہر گز نہیں! اگر تم یقینی علم کی حیثیت سے (اس روش کے انجام کو) جانتے ہوتے (تو تمہارا یہ طرز عمل نہ ہوتا).

اگر علم الیقین اس طرح جان لو جیسا کہ دنیا کی قطعیات اور یقینیات کو جانتے ہوکہ کونسی قسمت تمہارا انتظار کررھی ھے اورتم کھا ں جارھے ھو بلاشبہ یہ سوچ آپ کو کثرت طلبی اور فخر کرنے سے روکے گی، اور دنیا کبھی تمہیں ایسے عظیم کام سے غافل نہیں کرے گی، علم یقین ایک ایسا علم ھے کہ جو حقیقت کے مطابق اعتقاد اور یقین سے پیدا ھواھو، اور معروضی مشاھدے سے یا کسی قطعی اور مستحکم دلیل سے نکلاھو جو عقل صحیح یا رسول الله صلی الله علیه وسلم کی روایت اس پر دلالت کرے، علم یقین وہ نہیں ھے جو اھل تصوف کے ہاں تصور ھے کہ وہ ایک مقام ومرتبہ ھے جسے انسان حاصل کرسکتاھے، اور پھر اس کے ذمے سے شرعی فرائض ساقط ھوجاتےہیں، کیونکہ وہ کھتے ھیں کہ خدا تعالی فرماتاھے: " وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ۝٩٩" (سورۃ الحجر:99) ترجمه : "اور اپنے پروردگار کی عبادت کئے جاؤ یھاں تک کہ تمھیں علم الیقین آجائے " .

یہ در حقیقت قرآن کریم کے معنی کی تحریف ھے، کیونکہ وہ کھتےھیں کہ مکلفیت صرف اس وقت تک ھے جب تک آدمی علم الیقین کے درجہ کو نہ پھنچ جائے، لیکن جیسے ھی وہ اس درجہ کو پھنچ جائے تو شرعی فرائض اس سے ساقط ہوجاتے ہیں ، جبکہ علم الیقین کا صحیح مفھوم اس آیت میں موت ھے، یعنی اس وقت تک عبادت کرو جب تک زندہ ھو، یہ آیت اس بات کی دلیل ھے کہ الله تعالی کی عبادت جیسے: نماز وغیرہ انسان پر اس وقت تک فرض ھے ، جب تک اس کی عقل کام کرتی ھے، لھذا مؤمن کو چاھیے کہ چاھے جس جسمانی کیفیت میں ہو اپنی حالت کے مطابق نماز پڑھے، جیساکہ حدیث شریف میں آیاھے کہ: "کھڑے ھو کر نماز پڑھو، اور اگر نہیں کرسکتے تو بیٹھ کر، اگر نہیں کرسکتے تو اپنی پھلو پر" اس لیے

(c) ketabton.com: The Digital Library

یه آیت تصوف کی بات کو غلط ثابت کرتی ہے جو کہتےھیں: "یقین" سے مراد اس آیت میں "معرفت" ھے ؛ لھذا ان کے نزدیک معنی یہ ھے کہ اپنے رب کی اس وقت تک عبادت کرو ، جب تک کہ تم علم اور معرفت کی حد کو نہ پہنچ جاؤ، پس جب ان میں سے ایک - ان کی رائے میں - علم کی حد کو پہنچ جائے، تو شرعی فرائض اس سے ساقط ھوجائیں گے .
اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ رائے – جیسا کہ ابن کثیر نے کہا - کفر گمراھی اور جھالت ھے، کیونکہ با وجود اس کے کہ انبیاء اور ان کے اصحاب سب سے زیادہ خدا اور اس کے حقوق کے بارے میں جاننے والے تھے، اس کے باوجود وہ اپنی موت تک خدا کی عبادت میں مصروف اور نیک اعمال کرنے میں سب سے زیادہ متقی اور محتاط تھے، خدا تعالی کے بارے میں ان کے علم کے کمال نے انھیں اپنے فرائض اور عبادت سے کبھی نہیں روکا، بلکہ عاجزی ، خشوع ، دعا میں ان کی محنت اور بڑھ جاتی تھی، صوفیاء کے اس جھوٹے قول کی تردید میں ایک اور آیت کی گواھی لے سکتے ھیں، جو اھل جھنم کی زبانی ھے، خداتعالی ان کےمتعلق فرماتے ھیں :" اِلَّآ اَصۡحٰبَ الۡيَمِيۡنِؕ‏ ﴿۳۹﴾ فِىۡ جَنّٰتٍ ۛؕ يَتَسَآءَلُوۡنَۙ‏ ﴿۴۰﴾ عَنِ الۡمُجۡرِمِيۡنَۙ‏ ﴿۴۱﴾ مَا سَلَكَكُمۡ فِىۡ سَقَرَ‏ ﴿۴۲﴾ قَالُوۡا لَمۡ نَكُ مِنَ الۡمُصَلِّيۡنَۙ‏ ﴿۴۳﴾ وَلَمۡ نَكُ نُطۡعِمُ الۡمِسۡكِيۡنَۙ‏ ﴿۴۴﴾ وَكُنَّا نَخُوۡضُ مَعَ الۡخَآئِضِيۡنَۙ‏ ﴿۴۵﴾ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوۡمِ الدِّيۡنِۙ‏ ﴿۴۶﴾ حَتّٰٓى اَتٰٮنَا الۡيَقِيۡنُؕ‏ ﴿۴۷﴾ " (سورة المدثر : 39 تا 74). (مگر دائیں طرف والے جنتونمیں سوال کریں گے مجرموں سے تمھیں کس چیز نے دوزخ میں ڈال دیا؟ وہ کھیں گے: ھم نماز ادا کرنے والوں میں نھیں تھے، اور نہ ھم مسکین کو کھلا تے تھے، ھم بیھودہ بحث کرنے والوں کے ساتھ مل کر فضول بحث کیا کرتے تھے، اور ھم جزا کے دن کو جھٹلاتے تھے ، یھاں تک کہ ھمارے پاس یقین آگیا) یقین سے مراد موت ھے اس آیت میں .
یقین کے بارے میں قرآن مجید میں تین جملے ھیں" (1)علم الیقین ، (2) حق الیقین ، (3) عین الیقین ، خدا تعالی فرماتے ھیں : "اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الۡيَقِيۡنِۚ‏ ﴿۹۵﴾" (سور ہ واقعه: 90) " كَلَّا لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡيَقِيۡنِؕ‏ ﴿۵﴾" (التکاثر: 5) ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيۡنَ الۡيَقِيۡنِۙ‏ ﴿۷﴾ (التکاثر:7) علم الیقین سے مراد وہ خبر ھے جس کا اظھار معتبر اور سچے لوگوں نے کیا ھو، اس طرح کہ اس کی صداقت یا وجود میں کوئی شک نہ ھو، عین الیقین اس وقت ھے جب وہ سنی ھوئی خبر کو دیکھے، اور حق الیقین اس وقت ھے جب اس خبر کو جانچے اور چھوئے

(c) ketabton.com: The Digital Library

، مثلاً : اگر معتبر اور دیانتدار لوگ کہیں کہ شھد میٹھا ھے، یہ علم ایقین کی طرح ھے، کہ ایک آدمی یقین کرتاھے کہ شھد نام کی کوئی چیز ھے ، جس کا ذئقه میٹھاھے، اور جب وہ اسے دیکھتا ھے تو عین الیقین کے درجه پر پہنچ جاتا ھے، اور جب وہ اسے پیتاہے تو حقّ الیقین کی درجه پر پہنچ جاتا ھے، پس الله تعالی نے جس جنت کا ذکر انبیاء کی زبان سے مؤمنین کے لیے کیا ھے، وہ علم الیقین ھے، کیونکه ان کو یقین ھے که آخرت میں ایک ابدی نعمت ھے جسے جنت کھتے ھیں ، اور جب وہ اسے دیکھیں گے عین الیقین کے درجے پر پھنچیں گے اور جب جنت میں داخل ھوں گے اور جنت کی لذتوں سے لطف اندوز ھوں گے تو حق الیقین کے درجه پر پھنچ جائیں گے ، کیونکه وہ اس تک پھنچے جس کے بارے میں انھیں بتایا گیاتھا، پھر اسے دیکھا، اور اس کا مزہ چکھا ۔

مسلمان بھائی پر مسلمان کے حقوق

ایک مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے حقوق اور فرائض پر یقین رکھتاھے، وہ اپنے مسلمان بھائی کے حقوق کا احترام اور ان کی ادائیگی کا خود کو پابند سمجھتا ھے، مسلمان کو یقین ھے که دوسرے مسلمان بھائی کا احترام اور حقوق کی ادائیگی خدا کی عبادت اور قرب الٰھی ھے، جو مسلمان کو خدا سے نزدیک کرتاھے، کیونکه ان حقوق کو خدانے واجب کیاھے، اس لیے خدا کا حکم سمجھتے ھوئے ان کا لحاظ کرنا چاھیے، یہ آداب اور حقوق نیچے بیان کے گیے تشریح کے مطابق ھیں:

1 - جب کسی مسلما بھائی سے ملاقات ھو تو سب سے پھلے اسے سلام کرنا چاھیے، اور کھے : " السلام علیکم ورحمة الله" اور اس سے مصافحه کرے، سلام کا جواب ایسے دینا چاھیے " وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته " ، کیونکه خدا تعالی فرماتاھے: " وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا " (النساء : 86) ترجمہ:"اور جب تم کو کوئی دعا دے تو (جواب میں) تم اس سے بھتر (کلمے) سے (اسے) دعا دو یا انھیں لفظوں میں سے دعادو "۔

2 - جب مسلمان بھائی کو چھینک آئے تو وہ : الحمد لله کھے، اس کے چھینک کے جواب میں : " یرحمك الله" (خدا تجھ پر رحم کرے) کھے ، اور چھینکنے والا اس کے جواب میں کھے: " يَهْدِيكُمُ اللهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ " (الله تمھیں ھدایت دے اور تمھارا حال درست کرے)۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

3 - جب مسلمان بیمار ھوجائے تو دوسرا مسلمان بھائی اس کے لیے دعا کرے، اور اس کی عیا دت کرے، کیونکہ صحیح حدیث میں ھے: "مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ھیں : (1) سلام کا جواب دینا، (2) بیمارکی عیادت کرنا، (3) جنازہ میں شرکت کرنا (4) دعوت قبول کرنا ، (5) چھینک کا جواب دینا (متفق علیه) .

4 - مسلمان کا مسلمان پر یه حق ھے که جب وہ فوت ھوجائے تو نماز جنازہ اور تکفین و تدفین کےمعاملات میں شرکت کرے۔

5 - جب بھی کوئی مسلمان بھائی کسی مسلمان بھائی سے کسی مسئله میں مشورہ کرے اور کسی خیرونیکی کی تلاش میں ھو، تو ضروری ھے که اسے نیکی اور خیرکا راسته بتائے اور اسے مفید رہنمائی فراھم کرے، یعنی: جس قسم کے مشورے کو وہ شخص اپنے لیے مفید سمجھتاھے ، وہ مشورہ لینے والے شخص کو بھی دے .

6 - جو کچھ ایک مسلمان اپنے لیے پسند کرتاھے اسے دوسرے مسلمان کے لیے بھی پسند کرے، اور ھر وہ چیز جو اپنےلیے پسند نہیں کرتا وہ دوسرے مسلمان کے لیےبھی پسند نہیں کرے ، کیونکه رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: "لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ وَيَكْرَهُ لَهُ مَا يَكْرَهُ لِنَفْسِهِ" ترجمه: "تم میں سے کوئی شخص ایماندار نه ھوگا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہ نه چاھے جو اپنے لیے چاھتاھے اور وہ چیز اس کے لیے بھی ناپسند کرے جو اپنے لیے ناپسند کرتاھے"۔

7 - ایک مسلمان کے لیے پر ضروری ھے که دوسرے مسلمان کی ضرورت اور حاجت کے وقت مدد کرے، اور اسے بے یار و مددگار نه چھوڑے .

8 - ایک مسلمان کو چاھیے که دوسرے مسلمان کو ھراساں نه کرے، اور کسی مسلمان کے مال ، عزت او رناموس پر حمله کرنے سے باز رھے، کیونکه حدیث میں ھے: "كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسلِمِ حَرامٌ، دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ" (مسلمان کی تما م چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام اور قابل احترام ھیں : مسلمان کا خون، مال اور عزت و آبرو دوسرے مسلمان پر حرام ھے" (مسلم)۔

9 - ایک مسلمان کو چاھیےکه دوسرے مسلمان کے ساتھ عاجزی سے پیش آئے، اور شیخی نه مارے، کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ھے که وہ دوسرے مسلمان کو اس مباح جگه سے اٹھائے جس پر وہ پھلے سے بیٹھا ھے، اور اس کی جگه خود بیٹھ جائے ، "وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي

(c) ketabton.com: The Digital Library

الْاَرْضِ مَرَحًاؕ۝اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍۚ۝۱۸" (سوره لقمان: 18) ترجمه: " اور (از راہِ غرور) لوگوں سے گال نه پھلانا اور زمین میں اکڑ کر نه چلنا خدا کسی اترانے والے کو پسند نہیں کرتا " ۔

10 - کسی مسلمان کےلیے جائز نہیں که وه کسی مسلمان بھائی سے تین دن سے زیاده مدت تک تعلق منقطع رکھے۔

11 - کسی مسلمان کے بارے میں برائی کی باتیں یا غیبت نه کی جائے ، اور کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کی تذلیل نه کرے، اس کا مذاق نه اڑائے، اس میں عیب تلاش نه کرے، کسی کو برے القاب سے یاد نه کرے، اور چغل خوری نه کرے، کیونکه الله تعالی فرماتا ھے: "يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ۫۝اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًاؕ۝اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ۝" (حجرات: 12) ترجمه:" اے اھل ایمان ! بھت بدگمانی کرنے سے احتراز کرو که بعض بدگمانی گناه ہے اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نه کیا کرو اور نه کوئی کسی کی غیبت کرے کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرے گا که اپنے مرے ھوئے بھائی کا گوشت کھائے اس سے تو تم ضرور نفرت کروگے (تو غیبت نه کرو) او رخدا کا ڈر رکھو بیشک خدا توبه قبول کرنے والا مھربان ھے "

اور فرماتا ھے: "يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ۝وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ۝بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ۝وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۝۱۱ " (سوره حجرات: 11) ترجمه: "مؤمنو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نه کرے ممکن ھے که وه ان سے بهتر ھوں اور نه عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں) ممکن ھے که وه ان سے اچھی ھوں اور اپنے (مؤمن بھائی) کو عیب نه لگاؤ اور نه ایک دوسرے کا برا نام (رکھو) ایمان لانے کے بعد برا نام رکھنا گناه ھے اور جو توبه نه کریں وه ظالم ھیں "۔

12 - کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ھے که دوسرے مسلمان بھائی کی بُرائی کرے، چاھے مرده ھو یا زنده ۔

13 - کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ھے که وه دوسرے مسلمان سےحسد، بغض رکھے اوراس پر شک کرے، اور اس کی جاسوسی کرے، کیونکه حضور نبی اکرم صلی الله علیه وسلم کا ارشاد ھے: آپس میں حسد، بغض اور رنجش نه رکھو، ایک دوسرے سے منه مت موڑو، اور ایک

(c) ketabton.com: The Digital Library

دوسرے کے لین دین میں دخل نہ دو، اے اللہ کے بندو بھائی چارے سے رھو (مسلم)۔

14 - کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ھے کہ وہ دوسرےمسلمان کو دھوکہ دے، اور اسے بچھاڑنے کی کوشش کرے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی دوسرے مسلمان کے خلاف ہتھیار اٹھائے، اور جو مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے در پے ھو وہ ھم مسلمانوں کی جماعت میں سے نہیں ھے (مسلم)۔

15 - مسلمان اپنے عھد کا وفا دار ھوتاہے ، کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ھے: " يَاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَوۡفُوۡا بِالۡعُقُوۡدِ۝" (مائدہ: 1) ترجمہ:"اے ایمان والو! اپنے عھد معاھدے کو پوراکرو "۔

16 - ھرمسلمان پر لازم ھے کہ وہ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ عد ل وانصاف کا برتاؤ کرے او ران کے ساتھ وھی سلوک کرے جو وہ اپنے لیے چاھتاھے ۔

17 - ایک مسلمان کو چاھیے کہ دوسرےمسلمان کی لغزشوں سے درگزر کرے، ان کے عیبوں کو چھپائے ان کے راز فاش کرنےکی کوشش نہ کرے، اس لیے کہ رب تعالی فرماتا ھے: "فَاعۡفُ عَنۡهُمۡ وَاصۡفَحۡ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ" (المائدہ: 13) ترجمہ: " تو ان کی خطائیں معاف کردو اور (ان سے) درگزر کرو کہ خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتاھے "۔

18 - ھرمسلمان پر واجب ھے کہ ضرورت پڑنے پر اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرے، اس کی ضرورت پورا کرنے میں اس کے ساتھ تعاون کرے، کیونکہ اللہ تعالی فرماتے ھیں :"وَتَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡبِرِّ وَالتَّقۡوٰى۝" (المائدہ: 2) ترجمہ:" اور (دیکھو) نیکی اور پرھیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو " ۔

19 - جب بھی کوئی مسلمان اللہ تعالی کی خاطر کسی دوسرے مسلمان کے پاس پناہ لے ، تو اس کو پناہ دینا چاھیے۔

سورۃ تکاثر کا پیغام

1 - زیادہ دولت کی طلب اور گھمنڈ کی خواھش انسان کو فضول کا موں کی طرف لے جاتی ھے ، " اَلۡهٰكُمُ التَّكَاثُرُ"۔

2 - زیادہ طلب کرنا قیامت کے حساب سے غفلت کا سبب ھے ، (اَلۡهٰكُمُ التَّكَاثُرُ " لَتُسۡـئَلُنَّ يَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِيۡمِ۝٨"۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

3 - زیادہ طلب کرنے کی خواہش کا دائرہ مرنے والوں کی گنتی تک جاتا رھے گا "حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ"۔

4 - قیامت کے حالات سے ناواقفیت لوگوں کو گمراہ کردیتی ھے، "اَلۡهٰكُمُ التَّكَاثُرُ.. كَلَّا لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ "۔

5 - منحرف خیالات اور طرز عمل کے خلاف انتباہ کو دھرایا جانا چاھیے، " كَلَّا، ثُمَّ كَلَّا ، كَلَّا"۔

6 - ایمان اور یقین کے ذریعہ انسان مستقبل کو دیکھ سکتاھے ، "لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡيَقِيۡنِ، لَتَرَوُنَّ الۡجَحِيۡمَ"۔

7 - جاھلیت کی ثقافت میں مقدار اور تعداد آبادی میں اتنی قیمتی تھی کہ مُردے بھی شما ر میں لائے جاتے تھے، "حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ"۔

8 - زیادہ طلب کرنے، اور فخر کرنے کی سخت سزا ھے (اَلۡهٰكُمُ التَّكَاثُرُ... لَتَرَوُنَّ الۡجَحِيۡمَ "۔

9 - انجام کے بارے میں سوچنا فخر کرنے میں رکاوٹ ھے،"كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ"۔

10 - قیامت کے خطرناک حالات سے بچنے کے لیےیقین اور حقائق جاننے کی کوشش کرنی چاھیے "لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡيَقِيۡنِ، لَتَرَوُنَّ الۡجَحِيۡمَ"۔

11 - جو لوگ دنیا میں منہمک رہتے ہیں وہ کبھی یقین کے درجے کو نہیں پہنچ سکتے "لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡيَقِيۡنِ"۔

12 - ایمان اور یقین کے درجات ھیں : "عِلۡمَ الۡيَقِيۡنِ... عَيۡنَ الۡيَقِيۡنِ"۔

13 - قیامت کے دن کا حساب ان نعتوں اور سھولتوں کی بنیاد پر ھے جو الله تعالی نے ھر ایک کو دی ھیں، اس لیے ھر ایک دوسرے سے مختلف ھیں " لَتُسۡـَٔلُنَّ يَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِيۡمِ "۔

صدق الله العظيم وصدق رسوله النبى الكريم

Get more e-books from www.ketabton.com
Ketabton.com: The Digital Library